



”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔۔۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ اَحِبَاب۔۔۔۔

”ناولز کی دنیا“ کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔

ناولز کی دنیا (NKD) کی جانب سے ناولز کو بغیر کسی غلطی کے آپ تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ اگر کوئی غلطی اس میں ملتی ہے تو اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ کیونکہ ناول کو پورا پروف ریڈ کر کے ہی پبلش کیا جاتا ہے چونکہ ہونا محض اتفاق ہوگا۔۔۔۔

نئے اور مختلف لکھنے والوں کے لیے ”ناولز کی دنیا“ [ویب سائٹ / گروپ / پیج / یوٹیوب چینل](#) دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کر سکتے ہیں۔۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں۔۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔۔۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہو سکا آپ کی تحریر پوسٹ ہو جائے گی۔۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔۔۔۔

com-Email address :- [Novelskiiduniya77@gmail](mailto:Novelskiiduniya77@gmail.com)

Facebook page :- [Novels ki duniya](#)

(user name [@zoyatalib77](#))

Facebook group :- [Novels ki duniya](#)

Instagram Page:- [Nkd \(ZT\)](#) (UserName: [Novelskiiduniya77](#))

[Youtube Channel: Novels Ki Dunya \(NKD\) Official](#)

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو) اور باقی کے رابطے کے لیے ہر پیج کے نیچے [Blue](#) الفاظ میں لکھے لفظ میں آپکو

لنکس مل جائے گے شکریہ۔۔۔۔۔

ماہِ نور

از قلم: منہا اہل افصاں

دوسری قسط۔

گیارہ سال پہلے:

"ماہ تم نہیں گئیں بی جان اور حسن کے ساتھ؟"

شہد رنگ بالوں کو پونی ٹیل میں قید کیے وہ مسلسل اپنی نوٹ بک پر جھکی ہوئی تھی۔

حنان کی آواز کو باقاعدہ نظر انداز کیا تھا۔

جس پر حنان کو تعجب ہوا تھا۔

کرسی کھینچ کر وہ بالکل اسکے سامنے بیٹھ چکا تھا۔

خود کو ہنوز لا پرواہ ظاہر کرتے ہوئے وہ اپنے کام میں مصروف رہی تھی۔

جو دھوپ ماہ نور کے چہرے پر پڑھ رہی تھی اس طرف اب حنان کی پشت تھی۔

یہ نہ محسوس انداز میں اسکے سرخ پڑتے چہرے کو دھوپ سے بچانے کی کوشش تھی۔

بیٹھتے ساتھ ہی وہ اپنی دوست کے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا۔

وہ اس سے چھ سال چھوٹی تھی، مگر اسکا سینس آف ہیومر، اور اسکی باتیں اسے اپنی عمر کے بچوں سے منفرد بناتی تھیں۔

"گر لزلر جک میر حنان سکندر کی اکلوتی بیسٹ فرینڈ، ماہ نور حیدر سلطان سنہری آنکھوں والی ماہ۔"

"اہم ہم کیا تم مجھ سے ناراض ہو؟" ٹیبل پر جھکتے ہوئے مخاطب کرنے کی ایک اور کوشش کی تھی۔

"نہیں۔۔" ہنوز ٹیبل پر جھکے جھکے ایک لفظی جواب آیا تھا۔

جو کہ محترمہ کی ناراضگی کی واضح نشانی تھی۔

حنان زیر لب مسکرایا تھا۔ (سبز آنکھوں والا بینڈ سم ہنک)

"ادھر دیکھو پھر۔"

ایک گھری سانس بھرتے ہوئے ناچاہتے ہوئے بھی اس بار اس نے چہرا اٹھایا تھا۔

اور میر حنان سکندر ساکت ہوا تھا۔

آنسو ضبط کرنے کی جدوجہد میں سنہری آنکھیں لال ہو رہی تھیں۔

(چند سیکنڈز کے لیے سبز آنکھیں سنہری آنکھوں سے ملی تھیں)۔۔

"ماہِ نور؟ تم؟ تم رور ہی ہو؟؟؟"

لہجے میں دنیا جہاں کی فکر تھی۔۔

گھٹنوں کے بل اسکے سامنے بیٹھا پوچھ رہا تھا۔۔

"نہیں میں بھلا کیوں رونے لگی؟؟؟" چہرہ پھیر کر جواب دیا تھا۔۔

"You cannot hide your feelings in front of me --!!"

اسکا چہرہ واپس اپنے سامنے کرتے ہوئے واضح لفظوں میں بتایا گیا تھا۔۔

"ماہِ نور حیدر سلطان کو میرا حنان سکندر سے زیادہ کوئی بھی نہیں جانتا۔۔"

اسکے جملے پر بے ساختہ سراٹھا کر دیکھا تھا۔۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔۔۔

"خود ماہِ نور حیدر بھی نہیں۔۔۔"

پونی ٹیل سے نکلتے ہوئے بالوں کو ٹھیک کرتے ہوئے بہت آہستہ سے بات مکمل کی تھی۔۔۔

اور یہاں اسکا ضبط ٹوٹا تھا وہ باقاعدہ پھوٹ پھوٹ کے روئی تھی۔۔

دادا کے بعد حنان وہ واحد شخص تھا جس سے وہ واقعہ کچھ نہیں چھپا سکتی تھی۔۔۔

"ہشش۔۔۔۔۔ یہ آنکھیں صرف مسکراتی ہوئی اچھی لگتی ہیں

ان میں آنسو مجھے تکلیف دیتے ہیں۔ اور پھر میری دوست تو بہت بہادر ہے۔۔"

اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے بہت نرمی سے اسے سمجھا رہا تھا۔

"تمہیں بابا یاد آرہے ہیں؟ یا کسی نے ڈانٹا ہے؟؟" ہنوز اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے مختلف سوال پوچھ رہا تھا۔

"نہیں۔" ہچکیوں کے درمیان سر نفی میں ہلایا تھا۔

"پھر کیا بات ہے؟؟۔" سنہری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پھر سوال کیا گیا تھا۔

"دادا کی۔ طرح۔۔ آ۔۔ آپ بھی مجھے چھوڑ کر جا رہے ہیں۔" ہچکیوں کے باعث لفظ توڑ توڑ کر ادا ہوئے تھے۔

ماہِ نور کی بات پر حنان کو دکھ ہوا تھا۔

سبز آنکھوں نے ایک بار پھر سنہری آنکھوں میں جھانکا تھا۔

ان آنکھوں میں بیک وقت بہت کچھ تھا۔

ڈر، ناراضگی، شکوہ سب کچھ۔

سبز آنکھیں جھک گئی تھیں وہ اس عمر میں بھی ان آنکھوں میں تکلیف دیکھنے کا تابع نہیں تھا۔

"بابا جان ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیں گے نور۔" گہری سانس بھر کے اسکے ہاتھ تھامتے ہوئے سمجھانا شروع کیا تھا۔

"اور میں بھی۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں میں جلد واپس آؤں گا۔

نہ ہی کوئی تمہاری جگہ لیگا، اور نہ ہی تمہارے علاوہ میری کوئی دوست بنے گی۔

"I promise -"

اسکے گال پر بہنے والے آنسو کو اپنے ہاتھوں سے صاف کرتے ہوئے وعدہ کیا تھا۔

وہ یوں سمجھتا ہوں کہ اپنی عمر سے کئی سال بڑا لگا تھا۔

وہ حسب ضرورت بولنے والا، ضرورت سے زیادہ سنجیدہ رہنے والا اسکے ساتھ ہمیشہ نرمی اور دوستانہ طریقہ سے پیش آتا تھا۔

وہ بالکل دادا جیسا لگتا تھا۔ غلطی پر پیار سے سمجھاتا ہوا، رو دینے پر یو نہی لاڈ سے بیٹھ کر چپ کرواتا ہوا۔

"کیا ہوا؟" اسے یوں گم سم دیکھ کر وہ الجھتا تھا۔

"نہیں کچھ نہیں۔۔" اسی پر سوچ انداز میں جواب دیتا تھا۔

"پھر کیا سوچ رہی ہو؟؟"

"آپ سچ میں واپس آجائیں گے نہ؟؟" کسی ڈر کے تحت اپنا سوال پھر دوہرایہ تھا۔

"I promise Mah-e-Noor Haider sultan, Meer Hannan Sikander will be back to you at any cost"

اسکا ہاتھ تھکتے ہوئے یقین دلانے کی ایک اور کوشش کی تھی۔

"اور۔۔۔۔۔ جب تک میں واپس نہیں آجاتا تب تک حسن تمہارا خیال رکھے گا۔

اور تم۔۔ مجھے ہر چیز کی اپڈیٹ دوگی، تم چاہے یہاں رہو یہ دادا کے پاس واپس چلی جاؤ میں ہمیشہ ساتھ رہوں گا تمہارے۔

اور جلد تمہارے پاس واپس آؤں گا۔"

اسکی آنکھ کھل گئی تھی لیکن جسم پسینے میں بھیگ رہا تھا۔

اتنی ٹھنڈ میں بھی وہ پسینے میں بھیگی ہوئی تھی۔

ایک بار پھر وہ اپنے خواب کی وجہ سے بے دار ہوئی تھی۔

بیدار وہ بھلے ہی خواب کی وجہ سے ہوئی ہو پر حقیقت یہ تھی کہ وہ واپس آگیا تھا، اس نے وعدہ پورا کیا تھا۔

لیکن۔۔۔

وہ اسے بہترین دوست سمجھتے ہوئے وعدہ کر کے گیا تھا۔

پر۔۔۔ پر اسکے لوٹنے کی امید اور انتظار دوست سمجھ کر نہیں کیا تھا۔

بلکہ؟۔۔۔ بلکہ محبت سمجھ کر گیا تھا۔

آنسو بے ربط آنکھوں سے نکلے تھے۔

"محبت؟؟؟" بہت سرگوشی نمہ آواز میں اس نے اپنا جملہ دوہرایا تھا۔

جس احساس کو وہ گیارہ سال سے لگاؤ کا نام دے رہی تھی، اس احساس کا اعتراف اسے تکلیف دے رہا تھا۔

وہ بھی جب، جب اسے یہ یقین ازبر تھا کہ اسے تو محبت کرنے کا حق ہی نہیں ہے۔

کسی نے ٹھیک کہا تھا اعتراف کا لمحہ عذاب ہوتا ہے۔

اس نے بھی اس رات یہ عذاب بھگتا تھا۔

"حنان؟؟"

"بچے تم جاگ رہے ہو؟؟" تہمینہ بیگم نے دستک دیتے ہوئے اس کے جاگنے کا سوال کیا تھا۔۔

"جی بی جان۔۔۔" حنان نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے انکے لیے جگہ بنائی تھی۔۔۔

"اپنے کیوں زحمت کی بی جان؟؟ آپ مجھے بلا لیتیں۔۔"

وہ اسکے چہرے کو محبت سے دیکھتے ہوئے اسکے ساتھ بیٹھ گئی تھیں۔۔

"اپنے بچوں کے پاس آنے میں کیسی زحمت؟؟"

"آپ سوئی کیوں نہیں ابھی تک؟؟ آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟؟" فکر مندی سے اب وہ ماں سے سوال کر رہا تھا۔۔

تہمینہ بیگم کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔

"برخوردار یہ سوال تو مجھے آپ سے کرنا چاہیے کہ آپ کیوں ابھی تک جاگ رہے ہیں؟؟"

حنان کا قہقہہ جاندار تھا۔۔

"یہ چیٹنگ ہے بی جان۔۔ آپ مجھے ڈبل کر اس نہیں کر سکتیں، بڑا ہو گیا ہوں اب تو میں۔۔"

"میاں تمہاری ماں میں۔۔ میرے لئے تم آج بھی میرے وہی چھوٹے سے حنان ہو۔۔"

بتاؤ سوئے کیوں نہیں ابھی تک؟؟"

"بس یو نہی نیند نہیں آرہی تھی۔۔"

آپ بتائیں سب خیریت ہے؟؟"

"ہاں سب خیریت ہے۔۔ میں بس تم سے کچھ بات کرنا چاہتی تھی۔" تہمینہ بیگم ہاتھوں کو باہم ملاتے ہوئے کچھ ہچکچاتے ہوئے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا تھا۔۔

"ایسی کیا بات ہے بی جان جو آپ یوں ہچکچا رہی ہیں؟؟۔۔" حنان کو حیرت ہوئی تھی۔۔

"ہمم۔۔" ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے انھوں نے بات کا آغاز کیا تھا۔۔

"بیٹے تم جانتے ہو نہ کہ میں اور تمہارے آغا جان نے تمہارے لئے ماہِ نور کا انتخاب کیا ہے؟؟"

تھوڑا آگے جھک کر اس نے تہمینہ بیگم کے ہاتھ تھامے تھے۔۔

"جی جانتا ہوں۔۔"

"کیا تم نے اپنی رضامندی سے ہاں کی ہے؟؟"

گہری سانس لی تھی۔۔۔

"جی بی جان میں نے اپنی رضامندی سے ہاں کی ہے۔۔"

"لیکن۔۔۔"

"لیکن کیا حنان؟؟"

"ریلیکس بی جان۔۔"

اسے بی جان کی پریشانی نے حیران کیا تھا۔۔۔

"کیا اس رشتے سے پہلے آپ سب نے ماہِ نور سے اسکی رضامندی پوچھیں تھی؟؟"

"مطلب؟؟؟" تہمینہ بیگم نے سوالیہ انداز میں پوچھا تھا۔

"مطلب یہ کہ جس طرح آپ میری رضامندی پوچھنے آئی ہیں، کیا ویسے ہی کیا ماہِ نور سے بھی پوچھا تھا؟؟؟"

"مجھے نہیں لگتا کہ ماہِ نور کو کوئی اعتراض ہو گا۔"

بیٹے وہ یہاں پلی بڑھی ہے تم سے بھی اسکی اچھی دوستی ہے؟؟؟" الجھتے ہوئے جو جواب بن پایا تھا وہ انھوں نے دے دیا تھا۔۔۔

حنان زیر لب مسکرایا تھا۔۔۔

"بی جان ایک لڑکی ساری زندگی روایتوں اصولوں اور عزتوں کو نبھاتے ہوئے کبھی بھائی کبھی باپ کی مرضی اور خوشی کی خاطر اپنی پسندیدہ چیزوں سے دستبرداری دیتی ہے۔۔۔"

لیکن ہمسفر کا انتخاب کرتے ہوئے تو اسے یہ حق ہونا چاہیے نہ کہ وہ اپنی مرضی سے ایک ایسے مرد کا انتخاب کر سکے جسے وہ پسند کرتی ہے۔۔۔

کسی سے دوستی ہونے کا یا کسی جگہ پلنے بڑھنے کا مقصد یہ تو نہیں نہ کہ آپ اس شخص کو ہمسفر کے طور پر قبول بھی کر لے؟

ایک عورت اپنا بچپن جس گھر میں گزارتی ہے اس گھر میں گزارتی ہے اس گھر کو صرف اس لیے چھوڑتی ہے تاکہ کسی اور مرد کے گھر کو آباد کر سکے، اسکی نسل کو پروان چڑھا سکے۔۔۔

اور اگر ان سب قربانیوں کے بدلے اسے من پسند شخص بھی نہ ملے تو یہ زیادتی نہیں؟؟؟

ماں باپ کا خود انتخاب کرنا غلط نہیں لیکن رضامندی لینے سے بیٹیوں کے مان بڑھ جاتے ہیں۔ کہ ان کی زندگی کا فیصلہ اندازوں کی بنا پر نہیں کیا گیا۔۔"

تمہینہ بیگم کی آنکھیں فخر سے نم ہوئی تھیں اللہ نے انہیں بہترین اولاد سے نوازا تھا وہ اللہ کا جتنا شکر ادا کرتیں کم تھا۔۔

"مجھے تم پر فخر ہے حنان اللہ پاک تمہیں تمام جہانوں کی خوشیاں نصیب کرے۔۔

میں خود ماہ نور سے اسکی رضامندی لوں گی ٹھیک ہے؟؟۔۔"

"اور اس نے ہاں کی تو یقین رکھیں میں اس رشتے کو پوری سچائی سے نبھاؤں گا۔۔"

تمہینہ بیگم کے ہاتھ چومتے ہوئے تسلی دی تھی۔۔۔

یاد ماضی عذاب ہے یارب

چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

محبت رفاقت سب جھوٹ

وے سبنا چھڑیے یارنوں کلا

"ماہ نور؟؟؟" دروازے پر دستک دے کر حیدر صاحب کمرے میں داخل ہوئے تھے۔۔

"جی دادا؟؟؟" بے مقصد چیزوں کو سمیٹتے ہوئے اسکا ہاتھ رکا تھا۔۔۔

"کیا ہوا تم مریم کے ساتھ نہیں گئیں؟؟"

"وہ بس جا رہی تھی۔۔" چہرا ہنوز دوسری طرف تھا۔۔

"ماہِ نور ادھر دیکھو میری طرف۔۔" بستر پر بیٹھتے ہوئے انھوں نے اسے مڑنے کا کہا تھا۔۔

"جی؟؟"

"بچے تم ساری رات روتی رہی ہو؟؟" فکر مندی سے ایک اور سوال کیا تھا۔۔

"نہ۔ نہیں دادا میں کیوں رونے لگی؟؟: اب اٹکتے ہوئے آیا تھا۔۔

"اچھا ادھر میرے پاس آکر بیٹھو۔۔" وہ صوفے پر سے اٹھ کر خاموشی سے آکر ان کے پاس بیٹھ گئی تھی۔۔

"اب مجھے سچ بتاؤ کیا بات ہوئی ہے؟؟"

کیا تمہیں دربارہ انسو منیہ کا مسئلہ کوریا ہے؟؟ تم چاہو تو ہم ڈاکٹر ابراہیم کو پھر سے وزٹ کر سکتے ہیں۔۔" انکے لہجے میں فکر تھی خلوص تھا۔۔

یہ وہ واحد انسان تھے جنہوں نے اسکے کتنے رشتے سمیٹے ہوئے تھے۔۔

ہلکا سا سراٹھا کر وہ پھیکا سا مسکرائی تھی۔۔

اور ساری باتیں اس نے پھر سے خود تک محدود کر لی تھیں۔۔

ہمیں لگتا ہے ہم سب کچھ خود ہینڈل کر سکتے ہیں ہمیں کسی سے کچھ شیئر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔

لیکن ہم غلط ہوتے ہیں ہمیں خود کو کون مین آرمی سمجھ کر اپنے ساتھ زیادتی نہیں کرنی چاہیے۔۔

انسان جو یہ سوچتے ہیں کہ اپنی کوئی تکلیف بتا کر وہ کمزور پڑ جائے گا تو یہ غلط ہے انسان کو ہر دور میں سکی دوسرے انسان کی ضرورت ہوتی ہے۔۔ (مخلص انسان کی)

"آپ نے میری عادتیں بگاڑ دی ہیں دادا۔۔" اسکی آواز بھرائی تھی۔۔

"تم میری پیاری بیٹی جو ہو۔۔" اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے سرچوما تھا۔۔

لیکن اسے ساتھ لگاتے یہ وہ پریشان ہوئے تھے۔۔

"نورے تمہیں اتنا تیز بخار کوریا ہے۔۔"

وہ اچانک سے ان سے الگ ہوئی تھی جیسے کوئی چوری پکڑی گئی ہو۔۔

"موسم کی وجہ سے ہے دادا اور نہ اور کچھ نہیں۔۔ آپ زیادہ پریشان نہ ہوں۔۔

دیکھیں آپ نے مجھے باتوں میں لگا دیا مجھے مریم کے ساتھ پار لے جانا تھا وہ ناراض ہوگی۔

کتنے سارے کام ہیں اور شام میں بارات بھی ہے۔۔"

خود کو نارمل ظاہر کرتے ہوئے وہ خود سے باتیں کرتی ہوئی چیزیں سمیٹ رہی تھی۔۔۔

لیکن عجیب بات تھی آج بار بار اسے رونپتا نہیں کیوں آ رہا تھا، دل عجیب پریشان ہو رہا تھا جیسے کچھ بہت برا ہونے

والا ہو۔

"ماہ نور۔۔" وہ آنسو پینے کی جستجو میں تھی جب حیدر صاحب نے ایک بار پھر اسے پکارا تھا۔

"چاہے کچھ بھی ہو جائے تمہارا دادا ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے، چاہے ساری دنیا بھی میری بیٹی کے خلاف کھڑی ہو جائے حیدر سلطان تب بھی ماہ نور حیدر سلطان کے ساتھ کھڑا ہو گا۔"

یہ الفاظ نہیں تھے مرہم تھا جو بغیر زخم دیکھے رکھ دیا گیا تھا۔

وہ باقاعدہ کسی چھوٹے بچے کی طرح ان سے لپٹ گئی تھی۔

"میں انتظار کروں گا جب میری بیٹی مجھے سب بتائے گی۔" اسکا سر چومتے ہوئے اپنی بات اس تک پہنچائی تھی۔

اور اسی لمحے ماہ نور حیدر نے خود سے عہد کیا تھا کہ وہ آج رات سب کچھ دادا کو بتا دے گی۔

لیکن قسمت دور کھڑی اداسی سے مسکرائی تھی کیوں کہ شاید ماہ نور کی زندگی میں وہ رات آہی نہ سکے جس میں وہ اپنی ساری باتیں دادا کو بتا سکے گی۔

*** **

"Is there anything you would like to tell me Hassan ---?"

حسن سکندر جو کہ کسی طرح خاموشی سے نہیں بیٹھتا تھا وہ یوں گم سم بیٹھا ہوا احسان کو عجیب لگا تھا۔

"حسن۔۔" اسکا کندھا ہلاتے ہوئے اسے پھر سے مخاطب کیا تھا، وہ جو مسلسل اپنی سوچوں میں گم تھا چونکا تھا۔

"ہا۔ ہاں؟" سوالیہ نظروں سے اپنے بڑے بھائی کو اپنے سامنے کھڑے دیکھ حیران ہوا تھا۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں تم سے۔ سب ٹھیک ہے؟" سوال ایک بار پھر دوہرایا تھا۔

"ہاں سب ٹھیک ہے کیوں کچھ ہوا ہے؟"

اولو گرین کلر کی بیگی شرٹ پر کریم کلر کی شارٹس پہنے بالوں کو ہمیشہ کی طرح ماتھے پر بکھیرے اپنے چھوٹے بھائی کو بغور دیکھا تھا۔

"یہ تو تم مجھے بتاؤ گے نہ میر حسن سکندر۔"

صوفے پر بیٹھتے ہوئے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر اس نے اپنے چھوٹے بھائی کو مزید کریدنے کی کوشش کی تھی۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"پھر کیسی بات ہے؟" حنان کا بھرپور موڈ تھا اپنے چھوٹے بھائی کو تنگ کرنے کا۔

"میں بس التمش کے بارے میں سوچ رہا تھا۔"

"کیوں اسکے بارے میں کیوں سوچ رہے ہو؟"

"کہیں تمہارا بھی اسکی طرح شادی کرنے کا تودل نہیں کر رہا؟؟؟"

"استغفرُ اللہ۔" حسن نے جگر جھری لیتے ہوئے استغفار بھیجی تھی۔

اور یہاں حنان کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

"مجھے بس التمش پر عجیب سا شک ہے۔"

حنان ہنستے ہوئے ایک دم رکا تھا۔ لیکن پھر دوبارہ اسی طرح ہنستا چلا گیا تھا۔

"کیوں التمش نے چرس بیچنے کا کام شروع کر دیا ہے؟؟"

حد ہے حسن ایک تو جب سے لاء کی پریکٹس شروع کی ہے تم عجیب شکی مزاج آدمی بن گئے ہو۔"

حنان نے اسکی بات مزاق میں اڑائی تھی۔۔

"میرا شک غلط نہیں ہے بھائی۔" حسن کے لہجے میں کچھ تھا جو حنان جو کھٹکا تھا۔۔

وہ ایک دن سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔۔

"مطلب؟؟؟"

"مطلب یہ کہ اسکی حرکتیں مشکوک سی ہیں، جیسے وہ کسی موقع کی تلاش میں ہو اور اسے وہ موقع نہ مل رہا ہو۔۔"

"حسن۔۔" بہت ضبط کے ساتھ حنان نے اسے پکارا تھا۔۔

حسن کی ٹکڑوں میں حنان کا ضبط آزار ہی تھیں۔۔۔

"تم صاف صاف پوری بات کیوں نہیں بتا دیتے؟؟؟"

بہت نپے تلے انداز میں اس نے مہندی والے دن کا واقعہ اسے بتایا تھا اور جو کچھ اس نے پہلے نوٹس کیا تھا وہ بھی۔۔

حنان کے ہاتھوں کی رگیں تنی تھیں۔ پتا نہیں کیوں لیکن اس کا خون کھولا تھا۔۔

"تو یہ ساری باتیں تم نے۔ مجھے پہلے کیوں نہیں بتائیں؟؟؟" غصے جیسا لفظ حنان کی کیفیت کو بیان کرنے کے لیے کم

تھا۔۔۔

"میں آپ کو کیا بتاتا اور آپ کیا کرتے؟؟؟" ہمیشہ سیریس بات کے دوران بے تکی بات کی تھی۔۔

"ابھی بتا کر کیا کیا ہے؟؟؟" حنان کو تپ چڑھی تھی۔۔

"میں نے نہیں بتایا آپ نے پوچھا ہے۔۔" کندھے اچکا کر لا پرواہی سے اسے چھیڑا تھا۔۔۔

"تم۔۔۔۔۔ اس سے پہلے حنان اسے کسی اچھے الفاظ سے نوازتا اسکا فون بج اٹھا تھا جسے وہ سننے کے لئے اٹھ گیا تھا۔۔۔"

اور حسن اپنے دماغ میں التمش نامی بلا سے نمٹنے کے لیے تانے بانے بن رہا تھا۔۔۔

"حنان بیٹے تم ابھی تک تیار نہیں ہوئے ہمیں دیر ہو رہی ہے۔" تہمینہ بیگم اپنے دیہان میں بولتی جا رہی تھیں جب حنان پر نگاہ ٹھہر گئی تھی۔۔۔

کالی شلوار قمیض پر کریم کلر کی شال کندھوں پر ڈالے ہاتھ میں گھڑی اور آستینوں کو کہنی تک فولڈ کیے ساتھ پشاوری چپل پاؤں میں ڈالے وہ کسی سلطنت کا حسین شہزادہ لگ رہا تھا۔۔۔

سبز آنکھوں میں آج عجیب سی چمک تھی۔۔۔

تہمینہ بیگم نے دل ہی دل میں کئی بار نظر اتاری تھی، گو کہ کہیں انکی آپکی ہی نظر نہ لگ جائے۔۔۔
"لیجیے میں تیار ہوں۔۔۔" بالوں کو سلیقہ سے جماتے ہوئے وہ تہمینہ بیگم کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔۔۔

"اللہ پاک تمہیں ہر بری نظر سے بچائیں۔۔۔"

"کیا ساری تعریفیں اور دعائیں اپنے بڑے بیٹے کو دے دیں گی؟؟"

تہمینہ بیگم کے گلے میں بانہیں ڈالتے ہوئے ہمیشہ کی طرح شکوہ کیا تھا۔۔۔

تہمینہ بیگم نے ہنستے ہوئے اسکے گال پر بوسہ دیا تھا۔۔۔

حسن نے بھی اپنے بھائی کے ہم رنگ کالی شلوار قمیض پہن رکھی تھی بس فرق یہ تھا کہ اس نے شال کی جگہ کالی ویس کوٹ پہنی تھی۔ چھوٹے کٹے بال ہمیشہ کی طرح ماتھے پر پڑے تھے۔

حنان کو اپنے چھوٹے بھائی پر پیار آیا تھا (لیکن اس بات کا اعتراف قیامت تک نہیں کرے گا)

"میری دعا ہے تم دونوں ہمیشہ خوش رہو۔"

تقریباً سب ہی مہمان پہنچ چکے تھے اور چونکہ یہ التمش کی خواہش تھی کہ ساری تقریبات گھر میں ہونگی تو بارات کا فنکشن بھی سلطان والا کے لان میں کیا گیا تھا۔

سلطان والا کا لان واقع کسی شاندار محل کی طرح سجا ہوا تھا پورے لان میں تازہ گلاب اور موتیے سے سجاوٹ کی گئی تھی پورا لان ریڈ اور وائٹ تھیم سے سجا ہوا تھا۔

"ماہِ نور بیٹے مریم کو کتنی دیر ہے آنے میں؟؟" یہ آواز امبرین چچی کی تھی جو باقی لوگوں کی بنسبت ٹھنڈے مزاج اور محبت کرنے والی خاتون تھیں۔

ماہِ نور جو اپنا سامان لیے کمرے میں جا رہی تھی چچی کی آواز پر مڑی تھی۔

"چچی بس آدھے ایک گھنٹے میں وہ یہاں موجود ہوگی۔" مسکراتے ہوئے ان کی بات کا جواب دیا تھا۔

"ٹھیک ہے بچے۔"

ماشاء اللہ آج تو میری دوسری بیٹی بھی بہت پیاری لگ رہی ہے۔"

اسکے گال پہ ہاتھ رکھتے ہوئے ہمیشہ کی طرح محبت سے تعریف کی تھی۔۔

"تھینک یو چچی، آپ بھی بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔" ماہِ نور نے جواباً اسی محبت سے انکی تعریف کی تھی۔۔

"خیال رکھنا امبرین جس کو بیٹی کی جگہ رے رہی ہو وہ کہیں بیٹی کی خوشیاں ہی نہ کھا جائے۔۔"

رافیہ بیگم کی آواز میں کچھ ایسا تھا جس نے ایک لمحے کے لیے امبرین بیگم کو ہلاک تھا۔۔

"اللہ نہ کرے بھابھی کیسی باتیں کر رہی ہیں۔"

"میں تو بس تمہیں آگاہ کر رہی ہوں کہ جسے تم مسیحا بن کر دودھ پلا رہی ہو وہ ایسا نہ ہو کہ وقت آنے پر آستین کا سانپ بن کر تمہیں ڈس لے۔۔"

چلو تم دیکھو زرا میں باہر کے انتظامات دیکھ لوں بہت کام ہیں۔۔"

رافیہ بیگم اپنا زہرا گل کر جا چکی تھیں لیکن پیچھے کھڑے دو نفوس خاموش رہے گئے تھے۔۔

رافیہ بیگم کے الفاظ واقعی کسی تیر کی طرح لگے تھے لیکن خیر۔۔

وہ ماہِ نور ہی کیا جو کسی پر کچھ ظاہر ہونے دے۔۔

"اللہ رحم یہ سورج آج کہاں سے نکلا ہے؟؟"

اسے لڑکیوں کے لباس میں یوں تیار دیکھ کر حسن کو جھٹکا لگا تھا۔۔۔

وہ جو اپنے دیہان میں گول سیٹ کر رہی تھی حسن کی آواز پر بدک کر پیچھے ہٹی تھی۔۔

"حد ہے حسن بھائی ڈر دیا اپنے مجھے۔۔۔"

"ہیں؟؟ خیریت تو ہے یہ انقلاب کب سے آیا کہ جنگلی بلی بھی ڈرنے لگی ہے؟؟۔۔"

حسن نے دانت نکالتے ہوئے اسے مزید ستانے کی کوشش کی تھی۔۔

"وہ کیا ہے نا۔۔۔ جب اتنا بڑا اور خوفناک جن میرے سامنے کھڑا ہوگا، تو مجھ پیاری معصوم اور بیچارہ لڑکی کو تو ڈرنا ہی ہے۔"

ہاتھ جھلا جھلا کر اس نے خوب اپنے معصوم ہونے کا اعلان کیا تھا۔۔

(سب سدھر سکتے ہیں لیکن ماہِ نور حیدر نہیں)

"یہ جو تم اتنا بڑا خوفناک جن مجھے کہہ رہی ہو نہ بتاؤں گا آغا جان کو کہ انکی معصوم بیٹی کیسے مجھے جن بول رہی ہے۔"

(ہو گیا جنگِ عظیم کا آغاز)

دور کھڑے باقی فرد بڑی خوشی سے انکے جھگڑے کا ملاحظہ کر رہے تھے جس میں حنان صاحب پیش پیش تھے۔۔

(اسکویوں لڑتے دیکھ احساس ہوا تھا کہ وہ بالکل نہیں بدلی تھی وہ دونوں آج بھی جانی دشمن تھے انکی دوسرے کے)

"میں ابھی آغا جان سے آپکی شکایت لگاتی ہوں۔۔"

"کیا زمانہ آگیا ہے بھئی ایک تو چوری اپر سے زینہ زوری۔۔"

اپنا فروک سنبھالتی ہوئے سکندر صاحب کے سامنے آئی تھی۔۔

"ارے لڑکی سنو ووو۔"

آغا اور حیدر صاحب جو انھی کے آنے کے منتظر تھے، وہ اپنی اپنی شکایتیں لیکر حاضر تھے۔۔

حنان بحر حال مکمل اگنورینس ٹریٹمنٹ پر تھا۔۔

اس بیچارے کے اپنے دکھ تھے۔

ماہ نور نے غلطی سے بھی اسکی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔

"آغا جان آپ سنبھالیں اپنے پوتے کو۔" انکے سامنے پہنچ کر وہ پھٹ پڑی تھی۔۔

"ارے ارے کس نے تنگ کیا میری پیاری سی بیٹی کو؟؟" بس ایک یہ مرد اور انکی لاڈلی پوتی۔۔

سکندر صاحب نے پچکارتے ہوئے سوال کیا تھا۔۔

"یہ ہیں نہ آپکے پوتے نے۔۔"

"ہیں کون سے؟؟ بڑے یہ چھوٹے نے؟۔" (آغا سکندر بھی بھئی)

اسکی قینچی جیسی زبان کو بریک لگی تھی۔۔۔

"ارے ارے آغا جان کوئی پیاری پیاری بیٹی نہیں ہے یہ گز بھر لمبی زبان ہے اسکی، مجھے یعنی حسن سکندر کو خوفناک

جن بول رہی تھی۔۔"

بروقت تینوں مردوں کے قہقہے بلند ہوئے تھے۔۔

"جھوٹ جھوٹ بالکل سفید جھوٹ بول رہے ہیں۔۔ اپنا ازلی انداز اپناتے ہوئے وہ اب لڑاکا عورتوں کی طرح لڑ

رہی تھی۔۔

"پہلے انھوں نے مجھے جنگلی بلی تھا اور آپ۔ آپ دونوں ہنس رہے ہیں۔۔"

بابا؟؟ آغا جان آپ بھی؟؟؟" وہ افسردہ ہوئی تھی۔۔

"ہمم ہم نہیں ہم تو بس وہاں پھندہ لگ گیا تھا۔۔"

(اپنی اپنی صفائی دینے کی کوشش کی تھی)۔۔

"ٹھیک ہے آپ دونوں رہیں اپنے اس خوفناک جن جیسے پوتے کے ساتھ۔

میں آپ دونوں سے ناراض ہوں۔

اور ہاں اگلے کئی دن تک میں آپ دونوں سے بات نہیں کرنے والی۔" (ایمو شٹل بلیک میلر کہیں کی)

گئی بھینس پانی میں۔۔۔

"آغا جان بہت بڑی ڈرامے باز ہے آپکی پوتی۔"

"چپ کرو میاں۔۔" سکندر صاحب کا تھپڑ رسید ہوا تھا حسن کے کندھے پر۔۔

"آغا جان یار۔۔ میں واقع سو تیلا ہوں۔۔۔"

معصوم ساحسن اور بیچارے کے دکھ (استغفر اللہ)

"ناراض ہو گئی میری بیٹی تمہاری وجہ سے۔۔" انکا بس چلے تو قربان ہی ہو جائیں بیٹی پر۔۔

"ڈرامے باز ہے آپکی بیٹی لڑاکا عورت کہیں کی۔" وہ بیچارے یہ تو گیا تھا۔۔

"حسن۔۔۔" حنان نے حسن کو ٹوکا تھا۔۔۔

"بھائی پلیز آپ نہیں۔ ابھی آپکو انورینس ٹریٹمنٹ پر رکھا ہوا ہے۔"

"کیوں بولتے ہو تم اتنا فضول؟؟" حنان کا دل کیا تھا سر پھاڑ دے اسکا۔۔

"جنگلی بلی کی صحبت کا اثر ہے۔۔" کندھے اچکتے ہوئے کھٹاک سے جواب آیا تھا۔۔

"جاؤ حنان جا کر دیکھو اسے خوا مخوا میری بیٹی کا موڈ اوف ہو گیا۔" سکندر صاحب کا حکم صادر ہوا تھا۔۔

حیدر صاحب نے بمشکل قہقہہ روکا تھا۔۔

"رہنے دو سکندر ایسا بھی کچھ نہیں ہوا۔"

"نہیں نہیں بابا آپ جانیں دیں بھائی کو ظاہر سی بات ہے ایک لاڈلی وہ لڑکا عورت ہے اور ایک بھائی ہیں۔۔

مجھے تو گود لیا تھا ان لوگوں نے۔۔"

"جوابات ہے۔۔" حنان بھی اپنے نام کا ایک ہی تھا۔۔

(سائیکو پیٹھ بلینئر نہ ہو تو)

اسے مزید تپاتے ہوئے وہ اپنی جان عزیز کو منانے گیا تھا۔۔

وہ جسے نظریں تلاش کرتی ہوئی بھٹک رہی تھیں، وہ محترمہ سامنے کھڑی کسی بچے سے لاڈ کر رہی تھیں، اور وہ

چھٹانک بھر کا بچہ بھی بڑے مزے سے اسکی گود میں کھکھلا رہا تھا۔۔

"بے شرم کہیں کا۔۔" (عمر دیکھو اور حرکتیں دیکھو)

چیزی کی کالی پاؤں کو چھوتی انر کھافراک پر چوڑی دار پا جامہ ساتھ پینسل، سیلز پہنی ہوئی تھی۔۔ سرخ چیزی کا ڈپٹہ سلیقے سے کندھے پر جماتا تھا۔ کانچ سی سنہری آنکھوں میں کاجل کے ساتھ لال سرخ رنگ لپسٹک ہونٹوں پر سنی تھی۔ شہد رنگ بال ہلکے کرل کیے ہوئے کمر پر کھلے چھوڑے ہوئے تھے۔ وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔۔

دل کیا تھا وہ اسے ہر کسی کی نظر سے چھپالے تاکہ کسی کی نظر اس پر نہ پڑھ سکے۔۔

اسکے لیے دل یوں ہی شدت پسند ہوتا تھا۔

دل کی خواہش بھی عجیب ہوتی ہے۔

اسے بے ساختہ اپنے دل کی دھڑکن بڑھی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔

وہ جس کو ناراضگی کی وجہ سے منانے بھیجا گیا تھا، وہ محترمہ بچے کے ساتھ خوشی سے چپک رہی تھیں۔۔

(حسن سہی کہتا تھا، ڈرامے باز کہیں کی)

وہ سر جھٹک کر مڑتا کہ نظر اس پر دربارہ پڑی تھی اس بچے نے کھیل کھیل میں اسکا جھمکا بالوں میں پھنسا دیا تھا جو الگ نہیں ہو رہا تھا۔

"حنان میاں تمہارا بھی کوئی حال نہیں لگا دی اسکو نظر کس نے کہا تھا یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے کو؟؟" لاشعور میں اس نے اپنے آپ کو ڈپٹا تھا۔۔

"اب چلو عاشق صاحب اسے اس تکلیف سے آزاد کرواؤ۔۔"

"یہ عشق نہیں آساں بس اتنا سمجھ لیجے، ایک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے۔"

گہری سانس بھرتے ہوئے اسکی طرف بڑھا تھا۔

ماہ نور صاحبہ جو بچے کو واپس دیکر مڑتی اپنے ساتھ کھڑے حنان کو دیکھ کر ساکت ہوئی تھی۔

وہ اتنا قریب کھڑا تھا کہ اگر وہ زرا بھی ہلتی تو اسکا سر حنان کے سینے سے ٹکراتا۔

عجیب مشکل تھی، ایک اسکے کلوں کی خوشبو اوپر سے وہ محترم پہاڑ کی طرح سر پر کھڑے تھے۔

پینسل، سیلز پہننے کے باوجود بھی وہ اسکی کندھے تک آرہی تھی۔ (آفت کی پرکالا)

"May I??"

اسکی سوچوں کا ارتکاز حنان کی گھمبیر آواز نے توڑا تھا۔

وہ کھڑا اس سے اجازت لے رہا تھا۔

"میں الگ کر دیتا ہوں۔" ایک بار اجازت لینے کے بعد اسکا ہاتھ نیچے کرتے ہوئے اسکی جھمکے پر رکھا تھا۔

سنہری آنکھیں سبز آنکھوں سے ملی تھیں۔ (اور ٹھہر گئی تھیں)

ماہ نور کو احساس ہوا تھا کہ اسکے ہاتھ کے لمس میں آج بھی وہی نرمی تھی جو گیارہ سال پہلے تھی۔

آہ یہ گیارہ سال۔

اسے اتنے قریب کھڑا دیکھ ماہ نور کو اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا تھا۔ وہ باقاعدہ سانس روکے کھڑی تھی۔

وہ اتنا وجہ تھا کہ بے ساختہ دل نے بیٹ مس کی تھی۔۔ ہلکی بڑھی شیوسلیقے سے جمے بال اب قدرے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔

(وہ کیوں دل کو اتنا بھاتا تھا؟ کیوں اسکے سامنے سب دھندلا پڑتا تھا)۔

بہت آہستہ سے اسکے جھمکے سے الجھے بال الگ کیے تھے۔

لیکن میر حنان سکندر کا دل اسکی زلفوں میں الجھ گیا تھا۔ اسکی زلفیں تو جھمکے سے آزاد ہو گئی تھیں لیکن میر حنان کو احساس ہوا تھا کہ وہ ان زلفوں کے حصار سے اب کبھی آزاد نہیں ہو سکے گا۔۔

نظریں جھکائے ایک بار پھر دل کو ڈپٹا تھا۔۔

"لو ہو گیا الگ۔" اسی نرمی سے اسکے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے آگاہ کیا تھا۔۔

"Thankyou -"

مسکراتے ہوئے شکریہ ادا کیا تھا۔

"Always at your disposal Madam -"

سنہری آنکھوں نے ایک بار پھر سبز آنکھوں میں جھانکا تھا۔۔

ان میں جذبات کا ٹھاٹھے مارتا ہوا سمندر آباد تھا۔ یوں جیسے چاروں اور قوس قزاع پھیلا دی گئی ہو۔

دور کھڑے شخص کو یہ منظر زہر لگا تھا۔۔

"ویسے اتنی حسین زلفوں کو یوں سرعام کھلا نہیں چھوڑنا چاہیے، بندہ بشر بھٹک بھی سکتا ہے۔۔"

ہلکا سا کان کے پاس جھکتے ہوئے شدت جذبات سے کہا تھا۔

(کہاں سے آیا تھا اس میں ایک دم اتنا ٹھکر؟؟)

اور یہاں ماہِ نور صاحبہ کا پارہ چڑھا تھا۔

ٹیڑھی نظروں سے دیکھتے ہوئے اسے پیچھے کیا تھا۔

"تو بندہ بشر کو چاہیے کہ خود کو قابو میں رکھے۔

ورنہ بندہ بشر کی ٹھیک ٹھاک ستھری بھی ہو سکتی ہے۔"

اسی کے انداز میں کان کے پاس جھکتے ہوئے بہت معصومیت لیکن پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی تھا۔

حنان نے جاندار قہقہہ لگایا تھا۔

اور ماہِ نور حیدر سلطان کو یہ منظر حسین ترین لگا تھا مکمل اور مبہوت کرتا۔

"ملکہ کا شوق سلامت رہے، بندہ بشر کے جذبات یوں بھی اور بہت۔"

کیا زندگی ہمیشہ کے لیے یو نہی نہیں ہو سکتی تھی؟ پرسکون؟ اسکے ساتھ پتی دھوپ میں صحرا جیسی؟

"ماہِ نور بی بی۔"

(لو ماہِ نور بی بی کر لو ہمیشہ کے لیے ایسی زندگی)

"آپ آکر بتادیں کہ کون سے گلاس نکلیں گے مہمانوں کے لیے۔"

ماہِ نور کو زہر سے زیادہ بری لگی تھی قریم بی بی۔

"جی ضرور چلیے میں فرد واحد ہوں نہ جس نے سب بتانا ہے۔۔" وہ پیر پٹختی ہوئی قریمین بوا کے پیچھے چلی گئی تھی۔۔

"چلو حنان میاں دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر آپ نے واقع اپنی ستھری کروالی ہو تو ہم بھی چلتے ہیں۔۔"

"اوہو کیا ہوا بھائی لگتا ہے آپکی سہی والی ہو گئی ہے۔"

"کیا اس نے آپکو اپنی زبان کے جوہر دکھا دیے؟؟"

(سہی اونٹ پہاڑ کے نیچے آیا تھا)

حسن نے اسکی حالت فائدہ اٹھایا تھا۔۔

"امم وہ کیا ہے نہ کہ میرا تو پتا نہیں لیکن، چاہو تو میں تمہاری سہی والی ستھری کر سکتا ہوں۔۔" پہلا جملہ تمیز اور دوسرا دانت پیس کر کہا تھا۔۔

"کہو تو کر کے دکھاؤ؟؟" پھاڑ کھانے والی نظروں سے گھورا تھا اپنے چھوٹے بھائی کو۔

"توبہ ہے یک نہ شد دوشد۔ وہ کم تھی جو آپ بھی شروع ہو گئے۔۔" جھر جھری لیتے ہوئے زچ ہوا تھا حسن۔۔

"سدھر جاؤ تم۔۔" اسکے بال بگاڑے تھے۔۔۔

"خیر اس زندگی میں تو میرا ارادہ نہیں ہے۔"

"جی فرمائیے بوا کونسا کام رہے گیا تھا میرے لیے، جس کے لئے اپنے مجھے زحمت دی ہے؟؟" اسکا بس نہیں چل رہا

تھا کہ بوا سے سہی میں دو دو ہاتھ کر کے۔۔

"وہ ماہِ نور بی بی یہ گلاس اپر رکھے ہیں نہ یہ اتارنے تھے کیبنٹ میں سے۔۔"

"ہیں؟؟؟" ماہِ نور کو انکی ذہنی حالت پر شک ہوا تھا۔۔

"تو؟؟؟ اس میں، میں آپکی کیا مدد کر سکتی ہوں؟؟؟" بہت ضبط سے سوال کیا تھا۔۔

"وہ کیا ہے نہ جی، کے ایک تو میرا قد چھوٹا ہے اوپر سے مجھے اونچائی سے ڈر لگتا ہے۔ کسی اور کو کہتی تو ڈانٹ پڑتی۔۔ تو اپنے سوچا کہ واحد ماہِ نور ہے جس کو زحمت دینا مناسب ہے۔۔

ماہِ نور بی بی اب تو ہو گیا ناب نکال دیں آپ گلاس پلیز۔ ورنہ کسی نے دیکھ لیا تو میری شامت آجائے گی۔۔"

"اوف۔۔" گہری سانس بھر کر اب وہ اپنے پاؤں ہیلز سے آزاد کر رہی تھی ایک تو بخار نے جان عذاب کی تھی اوپر سے یہ کام۔۔۔

چڑتی ہوئی وہ کرسی پر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔

"کو نسے گلاس نکالنے ہیں؟؟؟ یہ بھی بتادیں۔۔"

"وہ، وہ جو ہیں نہ سب سے اوپر والے۔۔"

"حد ہی ہے۔۔۔ اب میں گلاس نکال رہی ہوں آپ پکڑتی جائیں۔۔"

دو دو گلاس انگلیوں میں تھامے اس نے نیچے کیے تھے۔۔

"پکڑیں۔" چہرہ انوز کیبنٹ پر تھا۔۔

"پکڑیں بھی بوا، کیا ہو گیا ہے؟؟؟" وہ کب سے ہاتھ نیچے کیے کھڑی تھی۔

اور بل آخر ہاتھ بڑھا کر گلاس کی جگہ ہاتھ تھامہ گیا تھا۔

اور ماہ نور کو کرنٹ سا لگا تھا مڑ کر دیکھنے پر اسکا اوپر کا سانس اپر اور نیچے کا نیچے رہے گیا تھا۔

وہاں بوا نہیں التمش کھڑا تھا آنکھوں میں وحشت لیئے۔

ماہ نور کے ہاتھوں سے گلاس چھوٹ کر زمین پر گرے تھے۔ پل میں اسکا چہرہ سفید پڑا تھا۔

"کیا ہوا؟ میرا ہاتھ پکڑنا اچھا نہیں لگا؟؟؟" مکاری سے بولا تھا۔

"یہ، یہ کیا بے خودگی ہے التمش بھائی دروازہ کھولیں۔ در۔ دروازہ کیوں بند کیا ہے؟؟؟" ہو اس پر قابو پاتے ہوئے وہ چیخی تھی۔

اسے دروازے کے پاس کھڑا دیکھ وہ ایک جست سے کرسی سے اتری تھی، یہ دیہان کیے بغیر کے نتیجے کا بیج ہے۔

کانچ کے چھوٹے بڑے ریزے باقاعدہ اس کے پاؤں میں گھپ گئے تھے۔ تکلیف اتنی شدید تھی جیسے کسی نے باقاعدہ اسکے پاؤں کا بیج سے مسل دیے ہوں۔

لیکن بات جب عزت کی ہو تو ظاہری تکلیف کسے نظر آتی ہے؟؟؟

"حنان کے ساتھ تو بڑا مسکرا مسکرا کر بات کر رہی تھیں تب ہوا یاں نہیں اڑی؟؟؟" التمش کے لہجے میں شدید

وہشت تھی ماہ نور کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی تو تھی۔

"التمش بھائی میں نے کہا دروازہ کھولیں۔۔۔" وہ حلق کے بل چلائی تھی۔

"او۔ اوہو کیا ڈر لگ رہا؟؟؟" قریب آتے ہوئے اسکے بالوں کو چھوتے ہوئے مکاری سے کہا تھا۔

"دور رہیں مجھ سے۔۔۔" اپنی پوری قوت لگا کر اسے دور دھکیلا تھا۔

"اور نہ رہوں تو؟؟؟ کیا کرو گی؟؟؟"

"چیخو گی؟؟؟ چلاؤ گی؟؟؟"

"پھر؟؟؟"

پھر کیا ہو گا؟؟؟

کون کرے گا تمہارا یقین؟؟؟

کس کو اپنے کردار کی گواہی دو گی؟؟؟"

"میں۔ میں سب کو چیخ چیخ کر آپ کی اصلیت بتاؤں گی۔"

اور۔ اور مجھے کسی کے یقین کرنے کی ضرورت نہیں سوائے اس کے میرا اللہ جانتا ہے کہ میرا کردار صاف ہے۔"

تکلیف کی شدت سے بے حال ہوتی وہ مضبوطی سے کھڑی تھی۔

مرد جب جانور کا روپ دھار لے تو عورت کو چاہیے کہ وہ چٹان کی طرح مضبوط بن جائے۔ مرد کی ساری وحشت

جھاگ کی طرح بیٹھ جاتی ہے۔

اس ظاہری مضبوطی سے بھلے وہ اندر سے لہو لہان ہو جائے لیکن کسی بھی طرح اس مرد کا خوف خود پر طاری نہ

ہونے دے۔

مردوں کو محافظ بنایا گیا ہے انھیں چاہیے وہ محافظ رہیں بھیڑیے نہ بنیں۔

اور عورت کو مرد کی عزت کا ضامن۔۔۔ تو عورت کو چاہیے وہ اس عزت کی ضمانت داری پوری ایمانداری سے کرے۔

پھر چاہے وہ مرد اس کا باپ ہو، بھائی کو، یا شوہر۔

بھائی ہو باپ ہو یا شوہر، عورت ان مردوں کو نیچا دکھا کر کبھی سر اٹھا کر زندگی نہیں گزار سکتی۔

کچھ مردوں کی وجہ سے آپ تمام مردوں کو برا نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ ہی کچھ عورتوں کے غلط ہونے کی وجہ سے آپ تمام عورتوں کی تذلیل کر سکتے ہیں۔۔

"بڑی زبان نکل آئی ہے؟؟ لگتا ہے کسی نے سہانے خواب دکھانا شروع کر دیئے ہیں۔" وہ ابھی بھی باز نہیں آیا تھا۔۔

"لیکن یہ کیا؟ وہ خواب تو پورے ہونے سے پہلے یہ ٹوٹ جائیں گے۔۔

پھر تم کیسے حنان کا سامنا کرو گی؟؟" وارکاری تھا۔۔

"کسی کی چھوٹی پلیٹ نہ تھا منے والا وہ ایک استعمال شدہ عورت کو کیسے اپنائے گا؟؟ اس کمرے سے باہر نکل کر کون مانے گا کہ تمہارا کردار اب بھی صاف ہے؟؟"

یہ الفاظ نہیں تھے سیمہ تھا جو اس کے کان میں پگھلایا تھا۔

وہ مضبوط نظر آرہی تھی لیکن اندر سے اسکی روح تک لرز گئی تھی۔۔

"بس صرف ایک رات کی بات ہے صرف ایک بار میری بات مان لو نہ تم پر کوئی بات آئے نہ مجھ پر۔۔

جو تم تھپڑ تم نے مجھے مارا تھا میں وہ بھولا نہیں ہوں لیکن بھول جاؤں گا۔"

آہ مرد کی آنا۔۔

التمش اپنے اسی وحشت زدہ لہجے میں اسکے قریب آیا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کر پاتا، ماہِ نور نے پوری قوت سے ٹیبل پر رکھا گلدان اسکی سر پر مارا تھا۔

حملہ جان لیوا نہ ہونے کے باوجود التمش کے ہوش اڑا گیا تھا۔

"بابا آپ نے نور کو کہیں دیکھا ہے؟؟" مریم جو کب سے لان میں موجود تھی ماہِ نور کو نہ پا کر پریشان ہوئی تھی۔

عروسی لباس میں دلہن کے روپ میں سبھی ہوئی مریم سلطان ہماری حسین دلہن۔۔

"نہیں بیٹے میں بھی کب سے اسی کو ڈھونڈ رہا ہوں۔۔ تم نہ پریشان ہو دیکھو تو کتنی پیاری لگ رہی ہے میری بیٹی اللہ

پاک تمہارے نصیب تم سے بھی زیادہ حسین کریں آمین۔۔"

☆☆☆☆☆

التمش کی حالت سے فائدہ اٹھا کر وہ کانچ کی پرواہ کئے بغیر دیوانہ ور باہر بھاگی تھی۔

حنان اسے ہی دیکھنے آ رہا تھا، اچانک افساد پر اس سے ٹکرایا تھا۔

اسکا ہولیا اجڑا ہوا تھا دوپٹا جو کچھ دیر پہلے سلیقے سے کندھے پر تھا وہ اب غائب تھا۔

پاؤں خون سے کندھے ہوئے تھے اسکا دل ڈوب کے سکتا تھا۔ کیا یہ وہی لڑکی تھی؟

جسے وہ ابھی کھکھلاتا ہوا دیکھ رہا تھا؟؟

"ماہ نور؟؟"

"یہ۔ یہ سب کیا ہے؟؟۔" اسکی بکھری ہوئی حالت بہت کچھ غلط ہونے کی عکاسی کر رہی تھی۔۔

"وہ۔ وہ التمش بھ۔ بھائی۔" اس کے لفظ ٹوٹ رہے تھے۔۔۔

"ادھر دیکھو۔"

Mah-e-Noor I said look at me!! Please..."

ضبط کے پھرے ٹوٹے تھے۔۔۔

"کیا کیا ہے التمش نے؟؟"

"ان۔ انھو۔ انھوں نے۔ سب۔ سب۔ برباد کر دیا۔ سب کچھ۔۔"

انھوں نے سب کچھ برباد کر دیا۔۔۔ "وہ بامشکل لفظ ادا کر پائی تھی۔۔"

کھڑار ہنادشوار ہوا تھا یوں جیسے ہمت ٹوٹ گئی ہو، وہ زمین پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔

(کیوں اسکی زندگی میں خوشیوں کی معیاد اتنی تھوڑی کیوں تھی؟ آخر کیوں تھا ایسا کیوں)؟؟؟

اسکے پاس بچوں کے بل بیٹھتے ہوئے بہت آہستہ سے اپنی شال اسکے کندھوں کے گرد لپیٹی تھی۔۔

تحفظ، یقین، اعتماد۔ جیسے ایک حصار میں آگیا ہو۔۔

"مجھے تم پر یقین۔"

یقین تسلی دعوے سارے لفظ کم تھے۔۔

"داداجان، داداجان۔۔۔" وہ ابھی سنبھلی بھی نہیں تھی کہ التمش اپنا سر پکڑے چیختے ہوئے باہر آیا تھا۔۔

"دیکھیں آپکی لاڈلی نے کیا کیا ہے۔۔

چچا، بابا، مریم دیکھو اب، آئیں۔۔۔" وہ کسی اداکار کی طرح سب کو اپنی اداکاری کے جوہر دکھا رہا تھا۔۔

"تم۔۔۔" حنان نے اسے گریبان سے پکڑ کر دیوار سے لگایا تھا۔۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی اس پر غلط نگاہ ڈالنے کی؟؟" حنان حلق کے بل چلایا تھا۔۔

"میں تمہاری جان لے لوں گا خبیث انسان۔۔" وہ جیسے اپنے حواسوں میں نہیں تھا۔۔

"کیا شور ہے التمش اور نور تم؟؟" حیدر صاحب کے دل کو کسی نے مٹھی میں جکڑا تھا۔۔

"بابا۔۔" وہ کسی ننھے بچے کی طرح حیدر صاحب سے لپٹی تھی۔۔

"بابا۔۔۔۔"

"ماہ نور میرا دل بیٹھا جا رہا ہے بتاؤ تو سہی کیا ہوا ہے؟؟"

"بابا التمش بھائی نے میرے ساتھ زبردستی۔۔"

اسکے الفاظ منہ میں ہی رہے گئے تھے جب احمد صاحب نے ایک جست سے اسکو حیدر صاحب سے الگ کرتے

ہوئے تھپڑ رسید کیا تھا۔۔۔

"حنان چھوڑو اسکو پاگل ہو گئے ہو؟؟" حبیب صاحب نے اسکو التمش سے الگ کیا تھا۔۔

"احمد۔۔۔۔" حیدر صاحب چیخے تھے۔۔۔۔

"بس بابا۔ بس بہت ہو گیا۔ یہ سب آپکی دی ہوئی شے ہے جس کی بنا پر آج اس لڑکی نے ہمارے منہ پر کالک ملی ہے۔۔۔"

(وہ کیوں کرتے تھے اتنی نفرت؟؟)

"میں نے کچھ نہیں کیا بابا جان میرا یقین کریں میں نے کچھ نہیں کیا۔۔"

وہ صرف ایک انسان کو دیکھ رہی تھی جس نے اس وقت اسے محبت اور تحفظ دیا تھا جب اسکا اپنا باپ اسے ہاسپٹل میں چھوڑ آیا تھا۔۔۔

"جھوٹ جھوٹ بول رہی ہے چچا جان یہ، اس نے خود مجھے میسج کر بلایا تھا۔۔"

اور جب میں نے سمجھانے کی کوشش کی کہ میں تمہیں بہنوں کی طرح مانتا ہوں تو اس نے مجھے زخمی کرنے کی کوشش کی اور دھمکی بھی دی کہ سب کے سامنے مجھے بدنام کر دے گی۔۔"

کیا یہ دیکھنا بھی باقی تھا؟؟ اتنی ذلت؟ اتنی رسوائی؟ اسکے پاس اپنی عزت کے علاوہ تھا یہ کیا؟؟ جو اس سے یہ بھی لے لی گئی تھی؟؟

لیکن اسے یاد تھا کہ عزت اور ذلت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے، انسان کسی کو نہ کچھ دے سکتا ہے، نہ اس سے کچھ لے سکتا ہے۔۔

"آ۔ آپ یہ میسج خود پڑھ لیں دیکھیں۔۔۔"

تیر سہی نشانے پر لگا تھا، داد دینا تو بنتا ہے۔۔۔

"بابا یہ سچ نہیں ہے میں نے۔ میں نے کوئی میسج نہیں کیا آپ قریمین بوا سے پوچھ لیں، حنان آپ تو وہیں تھے نہ؟؟
بوا مجھے خود بلا کر لیکر گئی تھیں۔"

"میں اسے جان سے مار دوں گا۔" احمد صاحب اسے مارنے کے لیے آگے بڑھے تھے۔

لیکن حنان نے اسے اپنے پیچھے کیا تھا۔

(وہ کیوں گرم ہوا میں چھاؤں دینے پر تلا ہوا تھا؟؟ اسے کوئی بولے کہ ماہِ نور حیدر کو چھاؤں راس نہیں آتی)

"کیا آپ ساری حیا بیچ چکے ہیں؟ اپنی جوان اولاد وہ بھی بیٹی پر ہاتھ اٹھا رہے ہیں؟"

وہ بھی سب کے سامنے؟؟ جہاں اسکی ڈھال بننا چاہیے وہاں اسے ذلیل ہونے کے لیے پیش کر رہے ہیں؟"

حنان کی گرجدار آواز پورے لان میں گونجی تھی۔

آج یہ وہ حنان نہیں تھا جو خاموش رہتا تھا۔ اور غصہ؟ وہ تو وہ جانتا یہ نہیں تھا۔۔۔

"زبان سنبھال کے حنان میاں یہ میرے گھر کا معاملہ ہے، اپنی مداخلت اپنے پاس رکھو۔"

"گھر کا معاملہ؟ آپ یہ بات کہنے کا حق رکھتے ہیں؟"

"آپ جس پر ہاتھ اٹھا رہے ہیں نہ احمد صاحب وہ میری اور میرے گھر کی عزت ہے۔"

سب کو سانپ ہی تو سونگ گیا تھا۔

"اور میر حنان سکندر کی غیرت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ اسکی عزت پر کوئی غلط نگاہ بھی ڈالے، ہاتھ اٹھانا تو

دور کی بات ہے۔۔۔

گھر کے معاملوں اور عزتوں کو ذلیل ہونے کے لیے نہیں چھوڑا جاتا، اپنے گھر کی عورت اگر غلط بھی ہو تو مرد کی غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ اسکی تصحیح بند کمرے میں کرے اور اس میں بھی یہ یاد رکھے کہ وہ محافظ ہے جابر نہیں!!

"واہ حنان بھائی جب اپنے سب بتا ہی دیا ہے تو یہ بھی بتادیں، جو آپکی عزت نے کیا وہ ٹھیک تھا؟؟؟" اس پورے وقت میں مریم کی آواز پہلی بار گونجی تھی۔

"قریمین بوا، قریمین بوا۔۔۔۔ بتائیے کہ کیا آپ بلا کر لائی تھیں ماہ نور کو؟؟؟"

"بولیں بوا۔ پوچھ رہی ہوں میں کچھ؟؟؟"

"بتائیں بوا۔ آپ نے بلایا تھا نہ۔؟؟"

کاش وہ بول دیں ہاں۔۔ کاش۔۔

"ماہ نور بی بی یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟؟"

اسکے ہاتھ پہلوؤں میں گرے تھے۔۔ (آخر کس کس نے اسکا اعتبار توڑنا تھا؟؟ اور کیوں؟؟)

"میں؟ میں بھلا اپنے کسی کام کے لیے آپکو کیوں بلاؤں گی؟؟"

فرون دیکھے ہیں کبھی؟؟ انسان کو انسان کھاتے ہیں یہ بھوت آسیب جانور نہیں!

جب تم کسی کے ساتھ نیکی کرو، تو تمہیں چاہیے کہ تم اسکے شر سے بچو۔

وہ جودل کی مسند پر پوری شان سے براجمان تھی جس نے کبھی کسی کو کسی بات کی صفائی نہیں دی تھی، اسے یوں بھرے مجمعے میں اپنے کردار کی صفائی دیتے دیکھ میر حنان کا دل کیا تھا کہ وہ پوری دنیا کو آگ لگا دے۔۔

"آغا جان آپ تو میرا یقین کریں میں نے کچھ نہیں کیا۔۔" اس سے پہلے کے وہ بات پوری کرتی۔
حیدر صاحب بے حوش ہو گئے تھے۔

یعنی؟ یعنی یہ جو مرد اسکی ڈھال تھا وہ بھی نہیں رہا تھا؟
ایسا کیوں تھا کہ وہ جس سے محبت کرتی تھی وہ اس سے چھوٹ جاتا تھا؟؟
"دادا نہیں دادا آپ ایسا نہیں کر سکتے۔"

دادا پلیر۔۔۔۔۔"

اگلے کئی لمحوں میں کیا ہوا تھا اسے کچھ یاد نہیں رہا تھا۔۔ بس جو آخری الفاظ یاد رہے گئے تھے، وہ یہ تھے۔۔۔
"میں نے کہا تھا کوئی تمہارا یقین نہیں کرے گا لو، دیکھو میں نے اپنی بات ثابت کر کے دکھائی۔
تم نہ سہی، تمہاری رسوائی ہی سہی۔۔"
وہ اس محل کی چوکھٹ پر اکیلی رہے گئی تھی۔۔
شاید اس نے دادا کو بھی کھو دیا تھا۔ وہ جو اللہ کے بعد اسکے دکھ سکھ کے ساتھی تھے۔۔۔

"اللہ غارت کرے اس لڑکی کو کیسی معصوم سی دکھتی ہے اور توبہ توبہ کیسے کر توت ہیں، اللہ معاف کرے۔"
"بس کریں یہ ہاسپٹل ہے آپکا گھر نہیں، کوئی ایک اور لفظ میں برداشت نہیں کروں گا۔۔"
"حنان بیٹے ہوش کرو۔۔" تہمینہ بیگم نے اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی تھی۔۔

"حسن۔ تم یہاں ہو تو ماہِ نور کے پاس کون ہے؟؟" اس کے اکیلے ہونے پر حسن پر غصہ آیا تھا۔

"اس جیسے کردار کی لڑکی کو بھلا کہاں کسی کی ضرورت۔۔" رافیہ بیگم کی زبان اب بھی زہرا گل رہی تھی۔

"ڈاکٹر پیشنٹ کی کنڈیشن کیسی ہے؟؟"

"انکو میجر ہارٹ اٹیک آیا ہے لیکن ماننا پڑے گا انکی اسٹرانگ ول پاور ہونے کی وجہ سے وہ اب خطرے سے باہر ہیں لیکن ہم پھر بھی چوبیس گھنٹے کے لیے انھیں انڈر او بزر ویشن رکھیں گے۔۔"

آپ میں سے حنان اور آغا صاحب کون ہیں؟"

"جی ہم۔" حنان آگے آیا تھا۔

"پیشنٹ آپ سے ملنا چاہتے ہیں اور پلینز انکی پوتی ماہِ نور کو بھی بلا لیں وہ مسلسل انکے لئے اسٹریس لے رہے ہیں۔"

"حنان جاؤ بیٹے ماہِ نور بیٹی کو لیکر آؤ۔۔"

اندر کیا بات ہوئی وہ فلحال پوشیدہ ہے۔ لیکن جواب ہونے والا تھا وہ پتا نہیں کیا اثر ڈالتا۔۔

"اس حال میں بھی تمہارے باپ کو اس لڑکی کی فکر ہے جس نے منہ پر کالک مل دی۔۔"

"بس کچھ دیر کا کھیل ہے پھر سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہو گا۔۔"

"بازی تو پھر ایسی ہونی چاہیے نہ کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے؟"

یہ گفتگو بغاوت کی ہوک اٹھارہی تھی۔۔

سایہ ہوا میں تحلیل ہوا تھا۔۔

حنان شکستہ قدموں سے واپس آیا تھا۔

وہ دروازے کی چوکھٹ پر بیٹھی تھی۔

شکستہ چال کے ساتھ وہ اسکے سامنے بیٹھا تھا۔

وہ جو میر حنان سکندر کی نظروں کا حسین ترین نظارہ تھی اسے اس حال میں دیکھ دل پر کسی نے کاری ضرب لگائی تھی۔۔۔

لیکن وہ ہار نہیں مان سکتا تھا، وہ ان آنکھوں میں آنسو دینے والے ہر انسان سے حساب لے گا یہ طے تھا۔

"ماہ اٹھو دادا نے تمہیں بلایا ہے۔" تمام تر ہمت جما کر کے اس نے مخاطب کیا تھا۔

"چلو؟؟؟"

اس نے نظریں تو اٹھائی تھی لیکن بولی کچھ نہیں تھی۔

"میں؟ میں کیسے جاسکتی ہوں؟؟؟ بابا۔ بابا تو ناراض ہونگے نہ مجھ سے؟؟؟"

میں نے یہ کیا کر دیا حنان؟؟؟

یہ مجھ سے کیا ہو گیا؟؟؟ "وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔

"میں نے۔ میں نے انکا سر جھکا دیا۔ میں۔ میں۔۔۔"

"ہششش۔"

"بس ریلیکس بلکل چپ۔"

کچھ نہیں کیا تم نے۔۔

کوئی غلطی نہیں ہے تمہاری۔"

اپنا ہاتھ اسکے گال پر رکھتے ہوئے پرسکون کرنے کی کوشش کی تھی جہاں تھپڑ کا نشان واضح تھا۔۔

"آپ۔ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں یہ کیسے؟؟؟" بری طرح اسکا ہاتھ جھٹکتے ہوئے چیخی تھی۔

"ماہ نور ریلیکس گہری سانس لو۔"

اسکی سانس اکھڑ رہی تھی۔۔

"ابھی ہمیں بابا کے پاس جانا ہے۔ وہ بلا رہے ہیں۔"

"جب بابا گھر آئیں گے تو میں خود سب کچھ ٹھیک کروں گا۔"

"I Promise Noor۔۔"

"یقین رکھو پلیز۔۔"

وہ جیسے جھاگ کی طرح ٹھنڈی پڑی تھی۔۔

آج پھر اسکے وعدے پر اعتبار کیا تھا۔۔

بلکل ویسے ہی جیسے گیارہ سال پہلے کیا تھا۔۔

لیکن ضروری تو نہیں نہ کہ ہر بار وعدے پورے ہوں؟؟۔

گاڑی ہاسپٹل کے باہر رکتے ہی ماہِ نور پاگلوں کی طرح اندر بھاگی تھی۔۔۔

یہ پرواہ کیے بغیر کے اسکے پاؤں کسے پھوڑے کی طرح دکھ رہے ہیں۔۔۔

"ماہِ نور بیٹے؟؟؟" اسکودیکھ سکندر صاحب نے روکا تھا۔۔۔

"آغا جان؟؟؟ بابا کہاں ہیں؟؟؟ وہ ٹھیک ہیں نہ؟؟؟ انھیں کچھ ہوا تو نہیں ہے؟؟؟"

"بیٹے ریلیکس۔۔۔"

پھولی سانسوں کے درمیان ایک ہی سانس میں کئی سارے سوال کر لیے تھے۔۔۔

"آرام سے بیٹے آؤ میرے ساتھ میں لیکر چلتا ہوں آپکو۔۔۔" اپنے حصار میں لیے وہ اسے حیدر صاحب کے کمرے

میں لیکر گئے تھے۔۔۔

"بابا۔۔۔" لاکھ ضبط کے باوجود وہ خود پر قابو نہیں رکھ سکی تھی۔۔۔

حیدر صاحب کو نلکیوں سے جکڑا دیکھ اسے خود سے نفرت ہوئی تھی شدید نفرت۔۔۔

"نورے میری پیاری بیٹی۔۔۔" اوکسیجن ماسک ہٹاتے ہوئے اپنے پاس بلایا تھا۔۔۔

وہ جیسے اسی حصار کے انتظار میں تھی۔ اسکی محفوظ ترین پناہ گاہ۔۔۔

"مجھے معاف کر دیں دادا۔۔۔ میں آپکا ماں نہیں رکھ سکی۔۔۔

میں آپکی اچھی بیٹی نہیں بن سکی۔۔۔" وہ سسکتے ہوئے ان سے لپٹی تھی۔۔۔

"ایسا بھلا کس نے کہا؟؟؟" نقاہت زدہ لہجے میں بھی وہ اسے حفاظت کا احساس دلاتے تھے۔۔

"میری بیٹی تو بہت بہادر ہے۔۔

اور مجھے اس پر فخر ہے۔۔"

اولاد اپنی تکلیف کتنی ہی چھپالے، ماں باپ سے کبھی نہیں چھپتی۔۔

"ماہِ نور حیدر، حیدر سلطان کا فخر ہے اسکا ماں ہے۔۔

مجھے تم پر پورا بھروسہ ہے میری پیاری بیٹی۔۔"

اسکی زندگی پر کتنا احسان تھا نہ اللہ کا، کہ اسے شفیق باپ کی محبت اور ساتھ نصیب تھا۔۔

"بس میں چاہتا ہوں تم میری ایک خواہش پوری کر دو۔۔"

وہ جو سسکیاں روکنے کی کوششوں میں تھی، وہ فورن سیدھی ہو بیٹھی تھی۔۔ الجھ کر حیدر صاحب کو دیکھا تھا۔۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم، حنان سے نکاح کر لو ابھی اور اسی وقت میرے سامنے۔۔"

ان جملوں نے اسکے سننے کی صلاحیت کو مفلوج کیا تھا۔۔

"دادا؟؟؟" حیرت اور دکھ سے انھیں پکارا تھا۔۔

"تم نے وعدہ کیا تھا نہ نورے؟ میں جو کہوں گا مانو گی؟؟؟"

یہ کیسی قربانی تھی جو اس سے مانگی جا رہی تھی؟؟؟

"دادا۔ آپ۔ آپ جان لے لیں بس یہ ظلم نہ کریں۔۔" وہ بس اتنا ہی کہے سکی تھی۔۔

"یہ ظلم نہیں ہے بیٹے میں تمہیں کسی کے آسرے پر نہیں چھوڑ سکتا۔"

"میں التجا۔"

وہ شفیق انسان جس کے اتنے احسان تھے، کیا ماہ نور انکو اپنے سامنے التجا کر تا دیکھ سکتی تھی؟؟

"مجھے منظور ہے۔"

اس پورے ٹائم میں کیا ہوا، کیا نہیں اسکا دماغ پر اس نہیں کر سکا تھا۔

پر اس کر سکتا تھا؟؟

اسے ہوش جب آیا تھا جب حنان کی اڑھائی گئی شال اسکے کندھوں پر سے اسکے سر پر ڈالی گئی تھی۔

وہ کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں تھی۔

مولوی صاحب کی آواز جس وقت کانوں میں گونجی تھی اس وقت اسکا دل کیا تھا کہ زمین پھٹتی اوہ وہ اس میں سما

جائے۔

کوئی اور قیامت ہے اسکے لئے باقی ہے؟ یہ بس یہی ہے؟؟

"ماہ نور حیدر سلطان، ولد حیدر سلطان آپکا نکاح میر حنان سکندر ولد حنان سکندر سے باعوض بیس لاکھ روپے حق مہر

سکہ رائج الوقت طے پایا۔

کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے۔؟؟"

"نورے بیٹی کہو؟؟" تہمینہ بیگم نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

جس شخص کے سامنے وہ ساری عمر سرائٹھا کے رہنا چاہتی تھی قسمت نے اسے سی کے سامنے ساری عمر کے لیے جھکا دیا تھا۔۔

"قبول ہے۔۔۔"

"ماہِ نور حیدر سلطان۔ ولد حیدر سلطان آپکا نکاح میر حنان سکندر ولد حنان سکندر سے باعوض بیس لاکھ روپے حق مہر سکھ رائج الوقت طے پایا۔

کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے۔؟؟"

جس شخص سے محبت تھی قسمت نے اس سے ترس اور احسان کا تختہ جوڑ دیا تھا۔۔

"قبول ہے۔"

ماہِ نور حیدر سلطان، ولد حیدر سلطان آپکا نکاح میر حنان سکندر ولد حنان سکندر سے باعوض بیس لاکھ روپے حق مہر سکھ رائج الوقت طے پایا۔

کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے۔؟؟"

اکیس سال ان چاہی اولاد بن کر گزارے تھے، بقیہ زندگی ان چاہی ہمسفر بن کر گزارو گی۔

کیوں کہ تم یہی ڈرو کرتی ہو۔

"قبول ہے۔"

"میر حنان سکندر۔۔ ولد عثمان سکندر آپکا نکاح ماہ نور حیدر سلطان، ولد حیدر سلطان سے باعوض حق مہربیس لاکھ روپے سکہ رائج الوقت طے پایا

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟؟۔"

سبز آنکھوں نے ایک بار پھر سنہری آنکھوں والی کے چہرے کا طواف کیا تھا۔۔

تم کل بھی میرے لئے قابل عزت تھیں اور آخری سانس تک رہو گی۔۔

"قبول ہے۔"

"میر حنان سکندر۔۔ ولد عثمان سکندر آپکا نکاح ماہ نور حیدر سلطان، ولد حیدر سلطان سے باعوض حق مہربیس لاکھ روپے سکہ رائج الوقت طے پایا

(کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟۔"

اس رشتے کو میں اللہ اور اس کے رسول کو گواہ بنا کر قائم کرتا ہوں، ترس اور ہمدردی کی بنیاد پر نہیں، بلکہ بے لوس محبت کی بنیاد پر۔

"قبول ہے۔"

"میر حنان سکندر۔۔ ولد عثمان سکندر آپکا نکاح ماہ نور حیدر سلطان، ولد حیدر سلطان سے باعوض حق مہربیس لاکھ روپے سکہ رائج الوقت طے پایا

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟۔"

تم سولہ سال کی عمر میں بھی میرے دل کی چاہت تھیں، اور آج ستائیس سال کی عمر میں بھی دل کی چاہت ہو۔
 "میں میرا حنان سکندر۔"

آج سے آخری سانس تک تمہارے نام۔۔

اور یہ دل اور اسکی ہر دھڑکن اللہ اور اسکے رسول کے بعد تمہاری امانت۔۔۔

ماہِ نور حنان سکندر آج سے میرا حنان سکندر سارے کا سارا تمہارے نام۔"

"قبول ہے۔۔۔"

اگلی قسط انشاء اللہ کچھ دن بعد۔۔۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔۔۔"

"السلام علیکم احباب۔۔۔"

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔

ناولز کی دنیا (NKD) کی جانب سے ناولز کو بغیر کسی غلطی کے آپ تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ اگر کوئی غلطی اس میں ملتی ہے تو اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ کیونکہ ناول کو پورا پروف ریڈ کر کے ہی پبلش کیا جاتا ہے چونکہ ہونا محض اتفاق ہوگا۔۔

نئے اور مختلف لکھنے والوں کے لیے "ناولز کی دنیا" ویب سائٹ / گروپ / پیج / یوٹیوب چینل دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خداداد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کر سکتے ہیں۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔

NOVELS KI DUNIYA (WEB, FB Page, FB Group, Insta Pg, Youtube Channel)

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہو سکا آپکی تحریر پوسٹ ہو جائے گی۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔۔

com-Email address :- [Novelskiduniya77@gmail](mailto:Novelskiduniya77@gmail.com)

Facebook page :- [Novels ki duniya](#)

(user name [@zoyatalib77](#))

Facebook group :- [Novels ki duniya](#)

Instagram Page :- [Nkd \(ZT\)](#) (UserName: [Novelskiduniya77](#))

Youtube Channel: [Novels Ki Dunya \(NKD\) Official](#)

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو) اور باقی کے رابطے کے لیے ہریچ کے نیچے **Blue** الفاظ میں لکھے لفظ میں آپکو لنکس مل جائے گے شکریہ۔۔۔۔۔